ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

# ٹی وی ڈراما "ہم کہاں کے سچے تھے" کے کرداروں کا تنقیدی جائزہ

# A CRITICAL REVIEW OF THE CHARACTERS OF THE TV DRAMA ."HUM KAHAAN KAY SACHAY THAY"

**سحر مبین**

پی ایچ ڈی اُردو سکالر

گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

**ڈاکٹر محمد افضال بٹ**

صدر شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

**Abstract**

TV Drama has immense importance in the current literature. Through these dramas, along with entertainment, the important problems of the society can also be highlighted. And positive changes can be brought in the society. But it is necessary that the writer should talk about those topics which are directly related to human society and problems. Through drama it is easy to understand the pulse and psychology of the society.

**KEY WORDS:** TV Drama, Hum Kahaan Kay Sachay Thay""Social issues, psychological impact, society behavior

سماج افراد کا گروہ اور مجموعہ ہے. جب سماج کا خیال ذہن میں آتا ہے تو اس کے ساتھ سماج میں رہنے والے افراد کی بہتری کا خیال بھی ذہن میں ابھرتا ہے. کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ فرد کی حالت بدتر ہو اور سماج کی حالت بہتر ہو. سماج ہمیشہ بدلتا رہتا ہے. اور ہر بدلتے وقت کے ساتھ اس میں تغیر اور تبدل ہوتا رہتا ہے. ادب بھی سماج کا ایک اہم حصہ ہے کسی بھی سماج کی ترقی میں ادب نمایاں کردار ادا کرتا ہے. جہاں سماج ہو گا وہاں ادب کا ہونا لازمی ہے. یعنی سماج کے وجود سے ہی ادب کا وجود ہے. اور سماج کی ترقی میں ہی ادب کی ترقی کا راز مضمر ہے. کیونکہ ادب اور سماج کے مابین ایک گہرا رشتہ ہے. ڈاکٹر صادقہ ذکی کے بقول:

"ادب سماجی شعور کے ساتھ ساتھ معاشرتی مسائل کے حوالے سے نہ صرف آئینہ دکھاتا ہے بلکہ ان کے حل کی ذمہ داری بھی اپنے کاندھے پر اٹھانے کے لیے تیار رہتا ہے". (1)

سماج کے ساتھ ساتھ ادب میں بھی تدریلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں. اور سماج کی تبدیلیوں سے ادب متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا. ان تبدیلیوں سے متاثر ہونے کے بعد جو ادب سامنے آتا ہے. اس سے سماج کا گہرا اثر ہوتا ہے. لہذا ادب میں اتنی طاقت ہوتی ہے. کہ وہ سماج میں شعوری انقلاب برپا کردے. لیکن اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کی سطح کا ادب تخلیق ہو رہا ہو. اور سماج اس سے اثر لینے کے لیے بھی سنجیدہ ہو.

بقول احتشام حسین: "ادب کا تعلق زندگی کے ساتھ بہت گہرا اور اٹوٹ ہے اور ادب دراصل زندگی سے ہی عبارت ہے".(2)

ادب میں جتنی اصناف سخن موجود ہیں. ان میں ڈراما کی تعریف میں اضافی چیز یہ ہے. کہ ڈراما کی تعریف محض ایک صنف کی حیثیت سے کرنا کافی نہیں ہوتا. بلکہ اسے بطور پرفارمنگ آرٹ (performing art) بھی فنی خوبیوں کے معیار تکمیل کرنے کے بعد ہی کامیاب فن پارے کی صنف میں جگہ دی جاسکتی ہے. ادب کی دیگر اصناف کے برعکس ڈرامہ کی تعریف کرنا ایک مشکل کام ہے. صرف قصہ گوئی کو تحریری شکل دینے کا نام ہی ڈرامہ نہیں ہے. بلکہ اس کا تعلق براہ راست زندگی کی رنگینیوں سے ہوتا ہے. اور اس کی وجہ سے اس کی تعریف دیگر اصناف کی نسبت کچھ مختلف اور وسیع ہو جاتی ہے. ڈرامہ تحریری شکل میں تب تک نامکمل ہے جب تک اس کو سٹیج پر پیش نہ کیا جائے. اسی ضمن میں ڈاکٹر محمد شاہد کہتے ہیں:

"ڈرامے کی تحریری شکل کی اہمیت اس نقشے کی سی ہے. جو کسی عمارت کی تعمیر سے پہلے تیار کیا جاتا ہے. لیکن جس طرح نقشہ تیار ہو جانے سے عمارت کی تکمیل نہیں ہو جاتی اسی طرح اسکرپٹ مکمل ہو جانے سے ڈراما مکمل نہیں ہو جاتا جس طرح عمارت کی تکمیل کے لیے نقشے

کے بعد اینٹ، پتھر، ریت، مٹی، سیمنٹ، لوہا، لکڑی، کاری گر اور مزدور کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ڈرامے کی تکمیل کے لیے اسکرپٹ کے علاوہ اداکار، تماشائی، اسٹیج، آواز، روشنی، موسیقی اور دوسری بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے"۔(3)

اسی لیے ڈراما تمام اصناف ادب میں ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ڈرامے کے وجود کے لیے صرف زبان کا ہونا لازم نہیں۔ بلکہ اس کے لیے اعضائے جسم کی جنبش اور پاؤ بھاؤ بھی بہت معنی رکھتے ہیں۔ ڈرامے کے حوالے سے ڈاکٹر شیخ الزمان کا کہنا ہے: "ڈرامے کی روح الفاظ نہیں بلکہ عمل ہے وہ پڑھنے کے لیے نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے لکھے جاتے ہیں"۔(4)

یعنی ڈراما ایک ایسی صنف ہے جس میں انسانی زندگی کے حالات وواقعات کو اداکاروں کے اعمال اور حرکات کے ذریعے اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر حقیقت کا احساس ہوتا ہے۔

ادب کی دیگر اصناف کے مقابلے میں ڈراما ایک ایسا تخلیقی عمل ہے۔ جس کا عوام سے براہ راست تعلق ہے شاعری یا دیگر اصناف ادب ابلاغ کے لیے انتظار کر سکتی ہیں۔ لیکن ڈراما انتظار کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ٹیلی ویژن کے ناظرین خواہ جس بھی ذہانت اور شعور کے حامل ہوں فوری طور پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ دیگر اصناف میں رد عمل کی حیثیت انفرادی ہوتی ہے۔ جبکہ ڈرامے کا رد عمل اجتماعی سطح کا ہوتا ہے۔ ڈرامے میں ایک کی پسند یا ناپسند بہت سوں کی پسند یا ناپسند بن جاتی ہے۔ اور اسی فوری رد عمل پر ڈرامے کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہوتا ہے۔

جہاں تک ٹی وی ڈرامے کا تعلق ہے۔ اگر ایسے ایک اچھا ادیب اور اچھا ہدایت کار مل جائے تو یہ آرٹ کا حصہ بن جاتا ہے۔ ٹی وی ڈراما اپنی ہیئت میں جامعیت کا حامل ہے جب لکھے ہوئے لفظوں کو ادا کیا جاتا ہے تو ڈرامے کی تکمیل ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن ڈرامے زندگی کے بہت قریب ہوتے ہیں۔ ٹیلی ویژن تھیٹر اور ریڈیو کے مقابلے میں ابلاغ کا زیادہ تر تیز اور موثر ذریعہ ہے تھیٹر کے بعد پاکستانی ٹیلی ویژن نے نہ صرف ڈرامے کو زندہ رکھا۔ بلکہ اسے نئی پہچان دی۔ بقول حمید کاشمیری:

"ٹیلی ویژن نے دنیا کے جسم سے کلچروں کی چھوٹی چھوٹی اجرکسیں اتار کر اسے ایک برادری کی بڑی چادر میں لپیٹ کر فاصلوں کو سمیٹنا شروع کر دیا"(5)

دور حاضر میں ٹی وی ڈراما وہ واحد ادبی صنف ہے جس کا ہمارے معاشرے پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔ یہ ڈرامے موجودہ دور میں نہایت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ انہی معلومات پھیلانے کے لیے تعلیمی ہتھیاروں کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور انہیں ایک ایسے موثر اوزار کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جو کسی بھی اہم سماجی رویے کے حوالے سے معاشرتی بحثوں کو جنم دے سکتے ہیں۔ خاص طور پر ایسے معاملات کو یہاں آسانی سے زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔ جو عموما متنازع ہوں۔ یا جن کے حوالے سے بات چیت کرنا اور کوئی رائے دینا مشکل سمجھا جاتا ہو۔ ٹی وی ڈرامے اپنے دیکھنے والے پر بہت گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ ان کے ذریعے سے لوگوں کی سوچ کو بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اور معاشرے میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ انہی ڈراموں میں ایک اہم موضوع کی نشاندہی کرتا ڈراما "ہم کہاں کے سچے تھے" ہے۔ یہ ڈراما "عمیرہ احمد" کا تحریر کردہ ہے۔ جو کہ اگست ۲۰۲۱ء میں ہم ٹی وی سے نشر کیا گیا۔ اس ڈرامے کا مرکزی کردار مہرین کا ہے جبکہ دیگر اہم کرداروں میں مشعل اور اسود شامل ہیں۔ یہ ڈراما رشتوں کے تناظر میں معاشرتی رویوں کی عکاسی کرتا ہے۔ جو بہت سے نفسیاتی مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ مہرین اپنے ماں باپ کی اکلوتی اور بہت ہی ہونہار بچی ہے۔ مہرین کا باپ ایک سرکاری ملازم ہے۔ لیکن اسے نشے کی لت لگ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مہرین کی ماں اسے چھوڑ دیتی ہے۔ اور اپنی ماں کے گھر جانے کا فیصلہ کر لیتی ہے۔ مہرین کا باپ بچی کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر پاتا اور خودکشی کر لیتا ہے۔ مہرین کی ماں کی دوسری شادی ہو جاتی ہے۔ اور مہرین کو اسکی نانی اور ماموں کے گھر ہی رہنا پڑتا ہے۔ وہ بچپن میں ہی یتیم ہونے کے ساتھ ساتھ ماں کی محبت سے بھی محروم کر دی جاتی ہے۔ مہرین کی اپنے کزن اسود اور مشعل سے بچپن میں بہت گہری دوستی تھی۔ لیکن مہرین کی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کے بعد اس کے کزنز اور رشتہ داروں کے رویے یکسر تبدیل ہو گئے۔ مہرین وقت اور حالات سے سمجھوتہ کر کے خاموش اور الگ تھلگ اپنی زندگی بسر کرنے لگتی ہے۔ اسود جو کہ مہرین کا خالہ زاد ہے وہ بچپن سے ہی مہرین کو پسند کرتا ہے۔ اور مہرین بھی اسود کی پسندیدگی سے باخبر ہے۔ جبکہ مشعل جو کہ مہرین کی ماموں زاد ہے وہ بھی اسود کو پسند کرتی ہے۔ مشعل اپنی کزن مہرین کی ذہانت کی وجہ سے اس سے بے پناہ حسد کرتی ہے۔ اور اسکی کامیابیوں کو اسود کے سامنے اپنی کامیابیاں بنا کر پیش کرتی ہے۔ تاکہ اسود نہ صرف مہرین سے بددل ہو جائے بلکہ مشعل پسند کرنے لگے وہ ہر پل اسود کے دل میں مہرین کے لیے نفرت کے بیج بوتی رہتی ہے۔ کہ مہرین اچھی لڑکی نہیں ہے۔ اور اپنے مرحوم باپ کی طرح چھپ کر نشہ کرتی ہے۔ چونکہ مہرین کا اپنے باپ کی ذات سے حوالہ بہت کمزور ہے۔ اس لیے اسود بھی مہرین کو غلط سمجھنے لگتا ہے۔

مہرین کی خالہ اسود کا رشتہ مہرین سے طے کر دیتی ہیں۔ جو مشعل کو کسی صورت برداشت نہیں ہوتا۔ وہ بے حد غصے میں آجاتی ہے۔ اور مہرین سے بدلہ لینے کے لیے اس کی چائے میں نیند کی گولیاں ملا دیتی ہے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور ہوتا ہے۔ اور زہر والی چائے غلطی سے مشعل خود ہی پی لیتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسی رات اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ چونکہ مشعل نے آخری بار چائے مہرین کے ساتھ پی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی موت کا الزام مہرین پر آجاتا ہے۔ اور سب یہی سمجھتے ہیں کہ مہرین نے اسے زہر دے کر قتل کر دیا ہے۔ مقدمہ چلتا ہے اور ماسوائے مہرین کی خالہ کے کوئی اس پر اعتبار نہیں کرتا۔ لیکن آخر کار مہرین کی بے گناہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اسود بھی مہرین پر اعتبار کرنے لگتا ہے۔ اور مہرین کو اس کے کھوئے ہوئے رشتے واپس اپنا لیتے ہیں۔

اس ڈرامے میں ہمارے معاشرے کی ایک تلخ حقیقت دکھائی گئی ہے۔ کہ ایسے بچے جن کے ماں باپ انہیں کسی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا جو بچے ماں باپ کی لڑائیوں کی وجہ سے ان کے سایہ شفقت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ہمارے معاشرے کے رحم و کرم پر زندگی گزارتے ہیں۔ اب یہ معاشرے پر ہے کہ وہ انہیں ان کے خوفناک ماضی پہ سزا دیتا رہے یا پھر انہیں ایک آزاد انسان سمجھتے ہوئے اپنے حصے کی زندگی اور خوشیاں جینے کا حق دے۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر ایسے بچے معاشرے اور خاندان والوں کی نفرت کا شکار رہتے ہیں۔ کیونکہ معاشرہ اکثر ایسے بکھرے گھرانوں کے بچوں کو ان کے بڑوں کی غلطیوں کی سزا دیتا رہتا ہے۔ ایسے گھرانوں کے بچے بکھری شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ وقت سے پہلے یہ بچے سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر زندگی اکثر صرف دو روپ ظاہر کرتی ہے۔ بچپن اور بڑھاپا۔ کیونکہ ان کے ناز و نخرے اٹھانے والا کوئی ہوتا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا وہ شروع سے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ جیسے خواجہ میر درد نے کہا تھا:

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے!
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

یہ شعر ایسے بچوں پر بالکل صادق آتا ہے۔ کہ جنہیں پیدا ہوتے ہی سوچیں گھیر لیتی ہیں۔ اور وہ بغیر کسی غلطی کے قصوروار سمجھے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک سین ہے۔

مہرین: (اپنی چڑیا سے بات کرتی ہے) تمہاری اور میری زندگی بالکل ایک جیسی ہے۔ پنجرے میں قید۔ کچھ لقموں کے لیے کسی دوسرے کی محتاج......پتا ہے! میرا نام بھی چڑیا ہو سکتا تھا۔ اور تمہارا مہرین منصور (یہ کہہ کر ہنستے ہنستے رونے لگتی ہے۔ (6)

درجہ بالا مکالمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے بچے کس قدر گھٹن کا شکار ہوتے ہیں۔ جنہیں ان کے ماں باپ کسی دوسرے معاشرے اور رشتے داروں کے کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ایسے بچے کبھی بھی کسی پر اعتبار نہیں کر پاتے اور دل کی باتیں دل میں ہی رکھتے ہیں۔

مہرین کی دوست: مہرین یار share کیا کرو۔

مہرین: کیا share کیا کرو؟

مہرین کی دوست: جو تمہارے دل میں ہے۔ کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم بہت پریشان ہو۔ لیکن بتاتی نہیں ہو۔

مہرین: ok میری نانی مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ میری امی بھی مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ اور ماموں بھی۔ میرا life style بہت comfortable ہے۔ جو چیز مجھے چاہیے وہ میرے پاس موجود ہے۔ اور جو چھوٹی موٹی painting ہیں جو میں online سیل کرتی ہوں۔ وہ میں اپنے لیے کرتی ہوں۔ میں کسی اور پہ بوجھ نہیں بننا چاہتی۔ ہاں over sensitive ہوں۔ لیکن وہ میرا مسئلہ ہے۔ اب بتاؤ ان میں سے کوئی بات میں نے share نہیں کی۔ (مہرین اپنی دوست سے جھوٹ بولتی ہے) (7).

درج بالا دونوں مکالمے مہرین کی شکل میں ایک بکھری ہوئی گھٹن زدہ اور خاموش شخصیت کی مالک لڑکی کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ جو اپنے گھر سے دربدر ہونے کے بعد کسی دوسرے پر نہ اعتبار کرتی ہے۔ اور نہ بھروسہ۔ وہ صرف اور صرف خاموشی سے اپنی زندگی گزارتی ہے۔ اور اپنے دل کی کیفیات کو دوسروں سے چھپا لیتی ہے۔ اور خواہشات کو دل میں ہی دفن کر لیتی ہے۔ ایسے بچوں کو ان کے رشتے دار بھی دن رات طعنے ہی دیتے ہیں۔ اور کہیں نہ کہیں یہ طعنے ان کے لیے گالی بن جاتے ہیں۔ اسی حوالے سے مہرین کی نانی کا کردار دیکھیں:

نانی: دوپہر کی آئی ہوئی رابعہ (مہرین کی ماں) شام تک بیٹھی رہی! تمہارے لیے اور روتے ہوئے گئی ہے.....ایک بات بتاؤ مہرین قسم کھا رکھی ہے تم نے ماں کو تنگ کرنے کی؟

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

مہرین: آپ سے ملنے آئین تھیں نا..... مل لیا. تو چلی جائیں. میرا انتظار کیوں کرتی رہیں؟

نانی: میں بھی اسے یہی کہتی ہوں. جب تمہاری بیٹی کو تمہاری پرواہ نہیں ہے. تو کیوں پاگل ہوتی رہتی ہو اس کے پیچھے دفع کرو رہنے دو.

مہرین: میں بھی تو یہی کہتی ہوں کہ دفع کرے رہنے دیں مجھے.

نانی: تم بھی اسے اسی طرح تنگ کرتی ہو. ستا رہی ہو جیسے تمہارا باپ ستاتا تھا.

مہرین: ( غصے سے ) میرے باپ کی باتیں میرے سامنے مت کیا کریں.

نانی: کیوں نہ کروں؟ میری بیٹی میرے سامنے روتے ہوئے جائے. اور میرے کلیجے پہ ہاتھ نہ پڑے. اپنے باپ کی پرواہ ہے تمہیں ماں کی نہیں ہے؟

مہرین: (اٹھ کر جاتے ہوئے) ہاں ہے پرواہ اپنے باپ کی.

نانی: حالانکہ کیا تھا..... نشئی چور...

میرین: (غصے سے واپس مڑتے ہوئے) ہاں تھا تو؟ تھا تو میرا باپ ہی نا. کب کا دفن ہو گیا ہے (روتے ہوئے) چھوڑ دیں اس کو..... بچپن سے سنتی آ رہی ہوں اب تو یاد ہو گیا ہے. بلکہ حفظ ہو گیا ہے (غصے سے چلی جاتی ہے)

نانی: لو بھلا ایسا کیا کہہ دیا میں نے ناشتہ چھوڑ کر چلی گئی...... جیسے باپ کی کمائی کا ہو. (8)

عموماً نانی اور دادی وہ رشتے ہوتے ہیں جو ماں باپ کے بعد ان کی اولاد سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں. لیکن اکثر انہی کی محبت کی راہ میں اپنی اولاد کی محبت حائل ہو جاتی ہے. جیسے اس ڈرامے میں نانی کا کردار بہت اہم ہونے کے ساتھ ساتھ برا بھی ہے. یہ نانی بہت سنگ دل ہے. وہ کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتی کہ بن ماں باپ کے رہنے والی بچی کس قدر دکھ اور تکلیف میں ہے. وہ اس بچی کے دکھ کو کم کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے اسے دن رات کوستی ہے. اور اس کی تکلیف میں اضافے کا باعث بنتی ہے. بجائے اس کے کہ وہ مہرین پر شفقت کا ہاتھ رکھے. اس سے پہلے سے زیادہ توجہ اور محبت دے کر اس کے احساس کمتری کو کم کرے. وہ انہی باتوں سے مہرین کی مزید دل آزاری کا سبب بنتی ہے. اسی وجہ سے مہرین کے دل میں کسی رشتے کے لیے کوئی محبت نہیں ہے. اس ڈرامے میں نانی کا جو کردار دکھایا ہے. وہ بے حد حقیقت پسند ہے. کیونکہ ہر انسان کو اپنی اولاد عزیز ہوتی ہے. اور کوئی بھی اپنی اولاد کو تکلیف پہنچانے والے کو پسند نہیں کرتا. یہی وجہ ہے کہ میرین کی نانی اسے اسی لیے پسند نہیں کرتی. کیونکہ وہ اس شخص کا خون ہے. جس نے اس کی بیٹی کی زندگی تباہ کی. دوسری طرف مہرین کی ماں رابعہ کا کردار ہے. جو کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ہی بیٹی کی نظروں میں ایک مجرم ہے. جس نے اس کے باپ کی جان لی. اور پھر اسے بھی دوسروں کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا. یہی وجہ ہے کہ مہرین کو اپنی ماں سے بالکل بھی انسیت نہیں ہے. ماں اور بیٹی دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بے حد تکلیف اور اذیت میں ہیں.

رابعہ: (مہرین کا انتظار کر رہی ہوتی ہے) امی جان مجھے لگ رہا ہے. میری وجہ سے ہی گھر نہیں آ رہی واپس.

رابعہ کی ماں: ہاں! پہلے تو تمہاری وجہ سے دیر سے گھر آیا کرتی تھی. لیکن اب تو اس کی عادت ہو گئی ہے. بھئی روزانہ رات کو دیر سے آتی ہے. اب تو اس کا دل ہی نہیں لگتا اس گھر میں.....اس لیے میں کہتی ہوں کوئی رشتہ ڈھونڈو اس کے لیے..اور فارغ کر دو... بھئی میں اب تمہاری بیٹی کا بوجھ لے کر نہیں بیٹھ سکتی ہوں.

رابعہ: امی جان میں کہاں سے ڈھونڈوں؟

رابعہ کی ماں: کیوں؟ انعم (دوسرے شوہر کی بیٹی) کے لیے نہیں ڈھونڈا تم نے رشتہ؟

رابعہ: وہ تو نعمان (دوسرا شوہر) کے خاندان میں سے مل گیا تھا.

رابعہ کی ماں: تو کہنا تھا نا نعمان سے!..کہ پہلے مہرین کا رشتہ ڈھونڈنا وہ... بھی بڑی بیٹی ہے وہ.

رابعہ: نعمان کی بڑی بیٹی انعم ہے مہرین نہیں ہے....وہ اپنی سگی اولاد کا سوچے گا نا؟ میری مہرین کے لیے کیوں سوچے گا. (دکھ کا اظہار کرتی ہے)(9)

درج بالا مکالمے سے رشتوں کی حقیقت کا بھیانک ترین روپ ظاہر ہوتا ہے. کہ جن رشتوں پر عموماً مان ہوتا ہے. ایک وقت آتا ہے کہ وہی رشتے بوجھ لگنے لگتے ہیں رابعہ اپنی دوسری شادی بچانے کے لیے اپنی پہلی سگی بیٹی کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی ہے. حالات اور معاشرہ میں مہرین کو بن ماں باپ کے ہونے کی ہر وقت سزا دیتا ہے. اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کا کردار بھی مشکوک ہو جاتا ہے. اسی طرح مشعل کا کردار بھی اس ڈرامے میں نہایت حقیقت پسندانہ ہے. کیونکہ عموماً کزنز میں ایک دوسرے

کو لے کر حسد پیدا ہو جاتا ہے. کہ اگر ان میں کوئی ایک زیادہ ذہین ہو یا خوبصورت ہو. تو دوسری کزن کا اس سے حسد بہت عام سی بات ہے. اور اپنے اسی حسد کی وجہ سے مشعل ہر وقت مہرین کو کسی نہ کسی وجہ سے تکلیف دیتی رہتی ہے. کبھی کسی سے اس کی برائی کر کے اور کبھی اس کی کسی عزیز چیز کو اس سے دور کر کے. اسی وجہ سے مہرین بھی مشعل سے نفرت کرتی ہے.

مہرین کی دوست: mashal hates you na?

مہرین: I hate her more

مہرین کی دوست: یہ اتنی نفرت تم لوگ کہاں سے لے کر آتی ہو؟

مہرین: حالات سے.....یا شاید ہمارے بڑوں سے.....(10)

اسی نفرت اور حسد کے حوالے سے مہرین اور مشعل کا ایک اور مکالمہ دیکھیں.

مہرین: تم Fake ID بنا کر صفان کو میرے باپ کے بارے میں کیا کہہ رہی ہو؟ (غصے سے بولتی ہے)

مشعل: پہلی بات میں صفان کو نہیں جانتی. اور اگر جانتی بھی ہوتی تو مجھے کیا ضرورت ہے کسی ایرے غیرے کو جا کر میسج کرنے کی؟ تم الزام کیوں لگانا چاہ رہی ہو مجھ پر مہرین؟

مہرین: تمہیں کیا مل جاتا ہے یہ سب کر کے مشعل؟ ہمیشہ سے کرتی آ رہی ہو. سکول میں بھی سب کو میرے باپ کے بارے میں بتاتی تھی. میں نے سکول بدل لیا. اب اور کتنی جگہیں بدلوں گی میں تمہارے لیے؟ (غصے سے بولتی ہے)(11).

یعنی بڑوں کی دی ہوئی نفرت بچوں میں اس قدر سرایت کر جاتی ہے کہ پھر وہی بچے بڑے ہو کر ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جاتے ہیں۔ اس ڈرامے ہوئے بھی مشعل اپنی ماں اور دادی کی نفرت والی سوچ کے ساتھ بڑی ہوتی ہے۔ کہ جن کے نزدیک وہ مہرین کو بوجھ سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے اولاد پالنا ان کی ذمہ داری نہیں بلکہ صرف مجبوری ہے۔ اس لیے مشعل بھی مہرین سے وہی نفرت آمیز رویہ رکھتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ بچے وہ نہیں کرتے جو بڑے سکھاتے ہیں بلکہ وہ سیکھتے ہیں جو بڑے ان کے سامنے کرتے ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ بچے کو نفرت اور حدف جیسے جذبات کی بھلا کیا سمجھ۔ وہ ان جذبات سے واقف ہی اپنے بڑوں کے توسط سے ہوتا ہے اور پھر انہی جذبات کی رو میں اس قدر اس قدر بہہ جاتا ہے کہ اکثر اپنا ہی نقصان کر لیتا ہے۔ جیسے اس ڈرامے میں مشعل کی مہرین سے حد سے زیادہ نفرت آخر اسی کو نقصان پہنچاتی ہے اور اپنی حسد میں مہرین کی جان لینے والی غلطی سے اپنی ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ حد سے زیادہ نفرت میں انسان صرف اپنا نقصان کرتا ہے۔ اور یہی مشعل کے کردار سے ڈرامہ نگار واضح کرتا ہے۔

اس کے علاوہ اس ڈرامے کا ایک اور اہم کردار مہرین کی ممانی کا ہے جو ہر وقت کسی نہ کسی بہانے سے مہرین کو کوسنا اپنا فرض سمجھتی ہیں اور کوشش کرتی ہیں کہ جو کچھ بھی مہرین کا ہے وہ چھین کر اپنی بیٹی مشعل کو دے دیں۔ وہ گھر میں ہونے والے ہر مسئلے کا ذمہ دار مہرین کو ہی سمجھتی ہیں۔

مہرین: جی ممانی جان؟

ممانی: دیکھو (کاغذ مہرین کی طرف بڑھاتی ہیں مہرین حیرانگی سے کاغذ پکڑ لیتی ہے) پچپن ہزار بجلی کا بل آیا ہے۔ سنبھال کے بجلی استعمال کیا کرو۔

مہرین: میرے کمرے میں تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے بجلی کا بل زیادہ آئے۔ نہ اے سی ہے نہ ٹی وی ہے۔

ممانی: اب کہو گی کہ تمہارا کوئی کمرہ ہی نہیں ہے (طنزیہ انداز میں کہتی ہیں) ہیں؟ بلب پنکھا بھی تو چلتا ہے وہ بھی بجلی پر ہی چلتا ہے۔

مہرین: (تذلیل محسوس کرتی ہے) ٹھیک ہے آپ مجھے بتا دیں کہ میری بجلی کا بل کتنا آتا ہے میں آپ کو پیسے دے دوں گی۔

ممانی: مہرین اگر میں نے تم سے پیسے لینے ہوتے نہ تو اور بہت بڑی بڑی باتیں ہیں جن کے لیے میں پیسے لے سکتی ہوں۔۔۔ بچپن سے ہمارے گھر میں رہ رہی ہو، کرایہ لوں؟

مہرین: یہ میرے نانا کا گھر ہے اس میں میری ماں کا بھی حصہ ہے۔(12)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

یقیناًمہرین کی ممانی ایک روایتی قسم کی عورت ہے۔ جو طنز اور طعنوں سے سامنے والے کو تکلیف دیتی ہے۔ جیسے مہرین کو اس کے یہاں بن ماں باپ کے رہنے پر طعنے دے رہی ہے۔ ایسی عورتیں ہمیشہ اپنے بچوں کی طرف داری کرتی ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی غلط کیوں نہ ہوں۔ اور دوسروں کے بچوں میں عیب تلاش کرتی ہیں خواہ وہ کتنے ہی بے عیب کیوں نہ ہوں۔ ایسے رویے اور ایسے رشتے دار سوائے ذہنی اذیت کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ اور ایسے ہی افراد جو کہ دوسروں کی غلطیوں کی ٹوہ میں ہوتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کے عیب چھپاتے ہیں وہ آخر کار ایک بڑا نقصان بھی اٹھاتے ہیں۔ جیسے مہرین کی ممانی نے اپنی ہی بیٹی کی موت سے یہ نقصان اٹھایا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اس نقصان کا ذمہ دار مہرین کو ہی ٹھہراتی ہیں۔ حالانکہ قصوروار بطور ماں وہ خود ہوتی ہے۔ کہ جو اپنی بیٹی کو صحیح اور غلط میں فرق کرنا نہیں سکھاتی۔

اس ڈرامے کے تمام کرداروں میں سب سے مثبت کردار صالحہ کا ہے جو کہ مہرین کی خالہ ہے اور وہ مہرین سے نہ صرف بے انتہا محبت کرتی ہے بلکہ اسے مہرین پر اعتماد بھی بہت ہوتا ہے وہ مہرین کے دکھ اور تکلیفوں کو سمجھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہرین بھی اپنے تمام تر معاملات اپنی خالہ سے بیان کرتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ وہ واحد اس کی خالہ ہے جو ہر طرح کے حالات میں اس کے ساتھ ہے۔

صالحہ: (اپنے بیٹے اسود سے پوچھتی ہے) یہ بتاؤ تمہاری مہرین سے ملاقات ہوئی (اسود جو کہ بہت عرصے بعد امریکہ سے ایا ہے)

اسود: yes ! وہ کہیں کونے میں چھپ کے بیٹھی ہوئی تھی ...She still does that, can you imagine آپ کو یاد ہے بچپن میں وہ کہیں کونے میں گھر کے چھپ کر بیٹھ جاتی تھی۔ اس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنا پڑتا تھا۔

صالحہ: ہاں بیٹا! کوئی انسان دوسروں کے گھر میں مجبوری کے طور پر رہتا ہے نا وہ یہ سب کرتا ہے۔(13)

اسی طرح جب مہرین پر مشعل کے قتل کا الزام لگتا ہے۔ تو یہ اس کی خالہ ہی ہوتی ہے جسے اس بات پر قوی یقین ہوتا ہے کہ مہرین نے قتل نہیں کیا۔ اور وہ مہرین کا ہر طرح سے ساتھ دیتی ہے۔ اسی جیل سے نکلواتی ہے۔ جب مہرین سے اس کی خالہ جیل میں ملنے جاتی ہے تب اس کا رویہ دیکھئے۔

صالحہ: (مہرین کو آواز دیتی ہے) مہرین! میری جان!

مہرین: (روتے ہوئے اپنی خالہ کو دیکھتی ہے) خالہ! (زار و قطار رونے لگتی ہے)

صالحہ: (مہرین کو تسلی دیتی ہے) آگئی ہوں نہ میں تمہارے پاس۔

مہرین: (روتے ہوئے) میں نے مشعل کو نہیں مارا ہے۔۔۔۔ نہیں مارا۔۔۔۔

صالحہ: مجھے پتا ہے (روتے ہوئے دکھ سے کہتی ہے)۔ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میں جانتی ہوں اپنی بیٹی کو۔(14)

انسان پر جتنے بھی برے اور مشکل ترین حالات آ جائیں۔ وہ جو حقیقتاً اس کے اپنے ہوتے ہیں وہ مشکل ترین حالات میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتے۔ جیسے اس ڈرامے میں بھی مہرین کی خالہ کا کردار بے حد مثبت ہے۔ وہ ہر طرح کے حالات میں نہ صرف مہرین پر اعتماد کا اظہار کرتی ہے بلکہ اس کا کھل کر ساتھ بھی دیتی ہے۔ خواہ اس کے لیے اسے اپنوں کی کتنی ہی مخالفت کا سامنا کیوں نہ ہو۔

ڈرامے کا ایک اور اہم کردار مہرین کے ماموں کا ہے جو کہ ایک روایتی باپ اور روایتی ماموں ہے۔ جو ہمیشہ اپنی بیٹی کو درست مانتا ہے اور مہرین کا مخالف ہے مہرین کے حوالے سے وہ اپنے دماغ سے سوچنے کی بجائے گھر کی خواتین کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین رکھتا ہے۔ اسی لیے جب مشعل کی موت کا ذمہ دار سب نے مہرین کو ٹھہرایا تو اس کے ماموں نے بھی اس کی مخالفت میں بات کی۔

شگفتہ: کیا ہوا ہے طاہر؟

طاہر: اسے جیل میں گھر کے کھانے بنا بنا کے بھیجے جا رہے ہیں۔ اسے وکیل کر کے دیا گیا ہے وہاں۔ (غصے سے کہتا ہے) میری بیٹی قبر میں اتر گئی اور وہ بیٹھی راج کر رہی ہے۔

شگفتہ: یہ سب اسود اور صالحہ باجی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

طاہر: میں یہ ہونے نہیں دوں گا۔ چاہے مجھے اپنی جائیداد بیچنی پڑ جائے۔ مہرین بچے گی نہیں۔(15)

عموماً ماموں کے رشتے کو ہمارے معاشرے میں بڑا پیارا رشتہ سمجھا جاتا ہے۔ ماں کا بھائی ہونے کی وجہ سے اسے ماموں کہا گیا۔ لیکن جب بات اپنی اولاد کی ہو تو کوئی بھی رشتہ کسی بھی حوالے سے لحاظ نہیں کرتا۔ جیسا مہرین کے ماموں کا بھی کردار ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لیے تو ہر خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس نے کبھی مہرین سے اس کی خوشی

کا نہیں پوچھا۔ حالانکہ جو بچی بن ماں باپ کے ہو اسے زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن بیٹی قاتل سمجھنے کی وجہ سے طاہر کے دل میں مہرین کے لیے نفرت پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس کردار کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ مشعل کے قتل کی اصل وجہ خودکشی معلوم ہونے کے بعد طاہر نہ صرف مہرین کو معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ کیس واپس لے لیتا ہے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا انہیں اپنی غلطی مان لینے میں کوئی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمیشہ چھوٹے جھوٹ ہی بولتے ہیں اور بڑے صحیح ہیں ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی چھوٹا کوئی بات کر رہا ہو تو وہ صحیح ہی ہو۔ اس پہ اعتبار کر لینے اور اپنی غلطی مان لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اسود جو کہ اس ڈرامے کا تیسرا اہم مرکزی کردار ہے۔ ابتداء میں یہ کردار بہت اچھا ہوتا ہے۔ مہرین کا صحیح معنوں میں دوست اور ہمدرد ہے۔ لیکن جب مہرین کی زندگی میں اپنے باپ سے جدائی کا حصہ پیش آتا ہے۔ اس کے بعد اسے سارے رشتوں کا رویہ اس سے بدل جاتا ہے۔ اسود چونکہ امریکہ چلا جاتا ہے اور پڑھائی مکمل کر کے کئی سالوں بعد واپس آتا ہے۔ لہذا وہ ان مشکل حالات میں ویسے مہرین کا ساتھ نہیں دے پاتا۔ جیسے ایک دوست کو دینا چاہیے۔ لیکن اس سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ وہ واپس آکر بھی مہرین کو مشکل کی نظر سے ہی پرکھتا ہے۔ مشعل جو کہ نہایت شاطرانہ اور چالاک ہے۔ وہ امریکہ میں رہتے ہوئے بھی اسود کی سوچ مہرین کے حوالے سے تبدیل کر دیتی ہے۔

حالانکہ اسود کو سنی سنائی باتوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور مہرین سے خود مل کر اس کی بات سننا چاہئے تھی۔ پھر اس کے کردار کے حوالے سے کوئی فیصلہ کرتا۔ لیکن چونکہ مشعل اپنی موت سے بہت پہلے اسود کو مہرین سے بدگمان کر چکی تھی۔ لہذا اس کی موت کے بعد اسود نے بھی دوسروں کی طرح مہرین کو ہی قصوروار جانا۔ اور اسے عدالتی فیصلے سے پہلے ہی بھی سزا بھی سنا دی۔ وہ اسے کسی قسم کی ہمدردی نہیں دکھاتا۔ اور اسے ہر وقت طنز کرتا رہتا ہے۔ اور یہ یاد کرواتا رہتا ہے کہ وہ ایک قاتل ہے اس حوالے سے مکالمہ دیکھیں۔

اسود: (مہرین کو دیکھ کر طنزیہ انداز میں کہتا ہے) تمہیں کیا لگتا ہے کہ اچھے کپڑے پہن لینے سے میک اپ کرنے سے تم اپنے اندر کی بدصورتی چھپا لو گی؟ (طنزیہ مسکراہٹ دیتا ہے)۔(16)

اسود کی نفرت کے حوالے سے ایک اور سین دیکھیں۔

اسود: (غصے سے) تم نے اپنے ساتھ ہم سب کو دوزخی بنا دیا ہے.....کچھ احساس ہے ان کی تکلیف کا تمہیں ہماری تکلیف کا۔ ہے کہ نہیں؟ (چیختا ہے) تمہیں کیسے احساس ہو گا۔ جب مشعل کو قتل کرتے ہوئے تمہیں احساس نہیں ہوا۔ تو اب کیا ہو گا (چیختا ہے) کتنی نفرت کرتی تھی مشعل سے؟ بولو (غصے سے بولتا ہے) کتنی نفرت کرتی تھی اس سے؟ اتنی نفرت کرتی تھی کہ مشعل کو قتل کر دیا۔ سوچو اس سے کئی گنا زیادہ نفرت کرتا ہوں میں تم سے.....(مہرین بے یقینی کے عالم میں اسود کو دیکھتی رہتی ہے)(17)

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ غلط فہمیاں مضبوط سے مضبوط تعلق کو بھی کمزور کر دیتی ہیں۔ اور اگر ایک بار کوئی تعلق کمزور ہو جائے پھر اس کا دوبارہ مضبوط ہونا بہت مشکل ہے۔ ڈراما نگار نے ان حقیقت پسند کے کرداروں کے ذریعے سے معاشرے کی ایک تلخ حقیقت عیاں کی ہے۔ ڈرامے کے تمام کرداروں نے اپنی اپنی جگہ پر بہت کمال انداز میں معاشرے کے ایک بہت اہم مسئلے کو پیش کیا ہے کہ جن بچوں کے باپ کسی وجہ سے انہیں چھوڑ دیں۔ تو پھر ایسے بچوں کی شخصیت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ اور زندگی بھی۔ اور ایسے بچے ساری عمر معاشرے کو اپنے حوالے سے صفائیاں دیتے گزار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ماں باپ جو کہ ان کی سب سے بڑی ڈھال ہوتے ہیں وہ ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ لہذا ایسے مسائل کو ان ڈراموں میں دکھانا بہت ضروری ہے۔

**حوالہ جات**


1. صادقہ ذکی، ڈاکٹر، ادب اور سماج، نئی دہلی، 1993ء، ص 87
2. سید احتشام حسین، جدید ادب، اردو اکادمی، لکھنو، طبع اول 1978ء، ص 6
3. محمد شاہد حسین، ڈاکٹر، ڈرامہ فن اور روایت، دہلی، 2009ء، ص 11
4. مسیح الزماں، ڈاکٹر، معیار و میزان، الہ آباد، 1928ء، ص 22۔
5. اشفاق احمد، انٹرویو، مخزونہ، 16 جولائی 2002ء۔
6. عمیرہ احمد، ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر 2۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

7. ایضا
8. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر3۔
9. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر2۔
10. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر4۔
11. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر6۔
12. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر4۔
13. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر5۔
14. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر10۔
15. ایضا
16. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر15۔
17. ہم کہاں کے سچے تھے، قسط نمبر17۔